QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

# آیات کونیہ کی سائنسی تعبیرات: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

# *Scientific Interpretetion of Cosmic Verses: A Study in The Light of Selected Tafasir's*

***Muhammad Ishaq Arif****: M. Phil Islamic Studies, Dept. of Islamic Studies, RIUF*
*Prof.kmarif@gmail.com*
***Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif:*** *HOD, Dept. of Islamic Studies, RIUF*
*Khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk*

***Abstract***

*The Qur'an contains numerous cosmic verses that invite deep contemplation on the creation of the universe, the order of celestial bodies and natural phenomena, serving as a gateway to understanding the Creator's power and wisdom. This study offers a thematic analysis of the scientific interpretation of selected cosmic verses considering three significant tafsīrs: Tafhīm al-Qur'ān by Syed Abul A'la Maududi, Tafsīr Bayān al-Qur'ān by Dr. Israr Ahmad, and Kitāb-e-Zindagī by Dr. Sultan Bashir Mahmood. The research examines how these scholars approached the intersection of revelation and scientific understanding, drawing on both classical insights and modern scientific concepts. Special attention is given to how Syed Maududi contextualized cosmic references within Qur'anic thematic unity, how Dr. Israr Ahmad integrated spiritual reflection with observational science and how Dr. Sultan Bashir Mahmood employed contemporary physics and cosmology to explain Qur'anic descriptions. The study critically evaluates the strengths and challenges of scientific interpretation, including the risk of over-reliance on evolving scientific theories (Iʿjāz ʿIlmī). It also explores the Qur'anic methodology of encouraging observation, critical thinking and empirical inquiry as part of a faith-driven worldview. The findings reveal a shared emphasis among these scholars on the harmony between revelation and reason, while differing in methodological scope and scientific engagement. This work contributes to bridging the gap between Islamic scholarship and modern science, offering a balanced framework for engaging with cosmic verses in an era of rapid scientific advancement.*

**Keywords:** *Qur'anic Exegesis, Cosmic Verses, Scientific Interpretation, Tafhīm al-Qur'ān, Bayān al-Qur'ān, Kitāb-e-Zindagī, Qur'an and Science*

کائنات بہت وسیع ہے اور اس کی وسعت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ تاہم جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق، مشاہداتی کائنات، کا قطر تقریباً 93 بلین نوری سال ہے۔ اس میں اربوں کہکشائیں ہیں۔ جسے ملکی وے کہتے ہیں۔ اس میں بھی 100 سے 400 بلین ستارے ہیں۔ اس کے باوجود یہ صرف مشاہداتی کائنات ہے اور کائنات اس سے بھی زیادہ وسیع ہو سکتی ہے۔ کائنات کی وسعت کو سمجھنے کے لیے کچھ نکات درج ذیل ہیں:

**مشاہداتی کائنات**

یہ وہ حصہ ہے جسے ہم اب تک دیکھ سکتے ہیں اور اس کا قطر تقریباً 93 بلین نوری سال ہے۔

**کہکشائیں**

کائنات میں اربوں کہکشائیں ہیں جن میں سے ہر ایک میں اربوں ستارے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

**ستارے**

ہمارے سورج کی طرح، ہر کہکشاں میں اربوں ستارے موجود ہیں۔

**نظام شمسی**

ہمارا نظامِ شمسی جس میں سورج اور سیارے موجود ہیں، یہ کائنات کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔

**نوری سال**

یہ فاصلے کی پیمائش کا ایک یونٹ ہے۔ جو روشنی کے ایک سال میں طے کردہ فاصلے کے برابر ہوتا ہے۔ کائنات کی وسعت کا اندازہ لگانا اس لیے مشکل ہے کیونکہ یہ مسلسل پھیل رہی ہے اور ہم اب تک اس کا مکمل مشاہدہ نہیں کر پائے ہیں۔ اس کے علاوہ کائنات کی عمر بھی ایک اہم عنصر ہے جو 1307 بلین سال ہے۔

کائنات کی وسعت ایک ایسا موضوع ہے جس پر سائنسدان آج بھی تحقیق کر رہے ہیں اور اس بارے میں مزید جاننے کے لیے مزید ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے۔

**آیاتِ کونیہ کا مفہوم اور قرآنی اصطلاح**

آیاتِ کونیہ (Ayaat-e-Kauniyah) سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پیدا کی ہیں اور جن کے ذریعے انسانوں کو اس کی قدرت اور وحدانیت۔ یہ نشانیاں قدرتی مظاہر، زمین و آسمان، سورج چاند، ستاروں، بارش، ہوا اور دیگر تمام مخلوقات کی شکل میں موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ان نشانیوں کو غور و فکر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سمجھنے کی وسعت دی گئی ہے۔

**قرآنی اصطلاح میں آیاتِ کونیہ کو مفہوم**

قرآنِ مجید میں آیاتِ کونیہ کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔ یہ آیات انسانوں کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں پر غور کریں اور ان کے ذریعے اپنے خالق کو پہچانیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور یہ (نشانیاں) ان لوگوں کے لیے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

"اور تمہارے لیے زمین میں نشانیاں ہیں۔"

"اور تمہارے نفسوں میں بھی نشانیاں ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟"

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ آیاتِ کونیہ کا بنیادی مقصد انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کا علم دینا ہے۔ یہ آیات انسان کو زمین و آسمان، رات دن، موسموں کی تبدیلی اور دیگر قدرت مظاہر پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں تاکہ وہ اللہ کی عظمت اور اس کی تخلیق کی حکمت کو سمجھ سکیں۔

**آیاتِ کونیہ کی مثالیں**

سورج، چاند اور ستاروں کا نا۔

موسموں کی تبدیلی، بارش اور ہوا کا چلنا۔

پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں کی تخلیق۔

مختلف جانوروں اور پودوں کی اقسام۔

انسان کی اپنی تخلیق اور اس کے جسم میں موجود نظام

ان تمام نشانیوں پر غور و فکر کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے اور اس کی عبادت کی طرف مائل ہوتا ہے۔

**قرآن کا سائنسی اسلوب**

قرآن پاک کا سائنسی اسلوب بنیادی طور پر اشاراتی ہے، صریح نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں سائنسی حقائق کو براہِ راست بیان کرنے کی بجائے، ان کی طرف اشارے دیئے گئے ہیں، جو جدید سائنسی علم سے مطابقت رکھتے ہیں۔

قرآن مجید ایک ہدایت نامہ ہے جس کا اصل مقصد انسان کی رہنمائی کرنا ہے۔ نہ کہ سائنسی علوم کی تفصیلات بیان کرنا۔ اس لیے قرآن مجید میں سائنسی حقائق کو واضح طور پر بیان کرنے کی بجائے، ان کی طرف اشارے کیے گئے ہیں، جو غور و فکر اور تحقیق کے ذریعے سمجھے جاسکتے ہیں۔

یہاں کچھ مثالیں دی گئی ہیں:

**تخلیقِ کائنات**

قرآن میں کائنات کی تخلیق کے بارے میں کئی آیات ہیں جو بِگ بینگ تھیوری اور کائنات کی توسیع جیسے جدید سائنسی نظریات سے مطابقت رکھتی ہیں۔

**پانی کی اہمیت**

قرآن میں پانی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، یہ پانی زندگی کے لیے کتنا ضروری ہے یہ بات جدید حیاتیاتی اور ماحولیاتی سائنس سے تعلق رکھتی ہے۔

**انسانی تولید**

قرآن میں انسان کی تخلیق کے مراحل کا ذکر ہے، جو جدید سائنسی علم سے ہم آہنگ ہے۔

**نظامِ شمسی**

قرآن میں نظامِ شمسی اور سیاروں کی گردش کے بارے میں بھی اشارے موجود ہیں۔

**اہم نکات**

قرآن کا اصل موضوع ہدایت ہے، سائنس نہیں۔

قرآن میں سائنسی حقائق کی طرف اشارے ہیں، نہ کہ براہِ راست وضاحت۔

ان اشاروں کو سمجھنے کے لیے غور و فکر اور تحقیق کی ضرورت ہے۔

**عصری علمی و سائنسی رجحانات**

سائنسی رجحانات اور دینی متون کے درمیان تعلق ایک پیچیدہ اور اکثر مباحث کا موضوع رہا ہے۔ سائنسی اور مہذب دونوں ہی کائنات

اور انسانی وجود کے بارے میں سوالات کے جوابات فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان کے طریقۂ کار اور دائرۂ کار مختلف ہیں۔ سائنسی تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہے، جبکہ مذہب ایمان اور الہامی تعلیمات پر زور دیتا ہے۔

**سائنسی رجحانات**

سائنس کا بنیادی مقصد تجرباتی شواہد کی بنیاد پر کائنات کی وضاحت کرنا ہے۔

سائنسی طریقہ کار میں مشاہدہ، تجربہ اور تجزیہ شامل ہیں۔

سائنسی تحقیقات کا مقصد کسی بھی رجحان کی وضاحت کرنا اور اس کے بارے میں پیش گوئی کرنا ہے۔

سائنس میں نظریات اور قوانین وقت کے ساتھ ساتھ نظر ثانی اور بہتری کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

**دینی متون**

دینی متون میں اخلاقیات، عقائد اور روحانیت پر توجہ دی جاتی ہے۔

یہ متون کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

دینی متون میں کائنات اور انسانی زندگی کے بارے میں روحانی اور اخلاقی اصول بیان کیے جاتے ہیں۔

دینی متون میں بیان کردہ عقائد اور نظریات کو اکثر مذہبی عقیدت اور ایمان کے ذریعے قبول کیا جاتا ہے۔

**آیاتِ کونیہ کا تعارف (Introduction of Cosmic Verses)**

آیاتِ کونیہ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پیدا کی ہیں اور جن کے ذریعے انسانوں کو اس کی قدرت اور وحدانیت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ نشانیاں قدرتی مظاہر، ستاروں، سیاروں، زمین اور دیگر تخلیقات پر مشتمل ہیں۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر ان آیات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور انسانوں کو ان پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ کچھ آیاتِ کونیہ جن کا ذکر قرآن میں ملتا ہے:

"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۪-وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ"[1]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات اور دن کا بدلنا اور کشتیوں کا جو دریا میں چلتی ہیں لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کے ساتھ، اور اس پانی کا جو اللہ نے آسمان سے اتارا، پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کے پھیرنے میں، اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہے، یہ سب نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔"

اسی مضمون کو سورۂ آلِ عمران کی آیت 190 اور سورۂ نحل کی آیت 13 میں بھی اجمالاً بیان کر دیا گیا ہے۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ کائنات میں موجود ہر چیز اللہ کی قدرت اور وحدانیت کی گواہی دیتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ان آیات پر غور کرے اور اپنے خالق و مالک کو پہچانے۔

[1] البقرۃ:164

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

### قرآن میں اشیائے کائنات کی طرف دعوتِ تدبر

اشیائے کائنات میں غور وفکر سے ایک تو اس کے خالقِ حقیقی کی عظمت کا احساس ہو جاتا ہے، اور دوسرے انسان، اس قانونِ فطرت کا راز پالیتا ہے۔ جس کے مطابق مختلف عناصر کے امتزاج سے نئی چیزیں تخلیق ہو سکتی ہیں۔ اس کو علم الاشیاء یا علمِ فطرت کہا جاتا ہے۔ اس علم کی استعداد انسان کے اندر رکھ دی گئی ہے:

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا"[1]

جن قوموں نے ان قوانینِ فطرت کا مطالعہ کر لیا، وہ فطرت کی قوتوں کو مسخر کیے جا رہی ہیں اور انت نئی چیزیں ایجاد کرتی جاتی ہیں، اسی کا نام اللہ کے عملِ تخلیق میں حصہ لینا ہے۔ تخلیق انسانی میں دعوتِ فکر و نظر، سامانِ زیست کی پیدائش میں مؤمنین کے لیے آیات: البقرۃ:164، آلِ عمران:190۔

### عقلی اور سائنسی تفکر پر زور

قرآنِ کریم نے بار بار غور وفکر، تدبر اور مشاہداتی علم کے حصول کے پر نہ صرف زور دیا ہے بلکہ اس کی طرف دعوتِ عام بھی دی ہے جو کہ سائنسی اور منطقی فکر کی بنیاد ہے۔ انہی اصولوں پر عمل کر کے مسلمان سائنسدان جیسے ابن الہیثم، الرازی، ابنِ سینا اور الخوارزمی نے حیرت انگیز ایجادات کیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِO الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"[2]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری آنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں، جو لوگ اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تونے یہ (سب کچھ) بے کار پیدا نہیں کیا۔"

### تفسیری رجحانات اور سائنسی تعبیر (Trends in Tafsir and Scientific Interpretation)

تفسیر اور سائنسی تعبیر کا تعلق، قرآن کی آیات کی تشریح اور ان کی سائنسی بنیادوں پر وضاحت سے ہے۔ یہ رجحان قرآن کے سائنسی حقائق اور جدید سائنسی نظریات کے درمیان تعلق کو تلاش کرتا ہے۔ جس میں کچھ لوگ اُسے قرآن کی صداقت کا ثبوت مانتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ اُسے صرف اتفاق قرار دیتے ہیں۔

تفسیر اور سائنسی تعبیر کا تعلق ایک پیچیدہ موضوع ہے جس پر مختلف آراء پائی جاتی ہیں کچھ لوگ اُسے قرآن کی صداقت کا ثبوت مانتے ہیں جبکہ کچھ لوگ اُسے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ تاہم یہ رجحان ایک اہم بحث کا موضوع ہے جو قرآن کی آیات کی تفہیم اور جدید سائنسی تحقیقات کے درمیان تعلق کو اُجاگر کرتا ہے۔

---

[1] البقرۃ:31

[2] آلِ عمران:190۔191

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

## تفسیر بالماثور، بالرائے، کلامی، سائنسی تفسیر کا تعارف

### تفسیر بالماثور

تفسیر بالماثور سے مراد قرآن کی وہ تفسیر ہے جو قرآن، احادیثِ نبویہ، اقوالِ صحابہؓ اور تابعین سے ماخوذ ہو، اس تفسیر میں قرآن کی تشریح کے لیے ان مقدس ہستیوں کے اقوال اور روایات کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ جنہیں قرآن و سنت کا علم براہِ راست حاصل تھا۔

تفیسر بالماثور کو قرآن کی تفسیر کا سب سے معتبر اور مستند ذریعہ سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس میں براہِ راست رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے اقوال کی روشنی میں قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

### تفسیر بالرائے

تفسیر بالرائے سے مراد قران کی ایسی تفسیر ہے جو مفسر کی اپنی رائے اور اجتہاد پر مبنی ہو، اس میں مفسر اپنے علم، فہم اور عقل کو استعمال کرتے ہوئے آیاتِ قرآنی کی تشریح کرتا ہے، بشرطیکہ وہ اصول و قواعد اور شرائط کا خیال رکھے۔ جو تفسیر بالرائے کے لیے ضروری ہیں۔

### تفسیر بالرائے کی اقسام

تفسیر بالرائے کی دو اقسام ہیں

**1۔ محمود (جائز صحیح)**

وہ تفسیر جو عقل کا استعمال کرتے ہوئے کی جائے، لیکن سنت اور اجماع کے خلاف نہ ہو۔

**2۔ مذموم (ناجائز و غلط)**

وہ تفسیر جو عقل کا بے جا استعمال کرے اور قرآن کے الفاظ اور مفہوم کو تبدیل کر کے پیش کرے۔

### کلامی تفسیر

قرآنِ کریم کی اُن آیات کی تشریح کو کہتے ہیں جن میں عقائد، مذہبی اصولوں اور الٰہیاتی مباحث پر بحث کی گئی ہو، اس میں عام طور پر خدا، صفاتِ الٰہی، نبوت، قیامت اور دیگر مذہبی عقائد سے متعلق آیات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

کلامی تفسیر قرآن فہمی کے لیے بہت اہم ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو عقائد اور الٰہیات میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

### سائنسی تفسیر

سائنسی تفسیر سے مراد قرآن مجید کی آیات کو سائنسی اصولوں اور معلومات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش ہے۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا قرآن میں کوئی ایسی بات تو نہیں جو سائنسی حقائق سے مطابقت رکھتی ہو یا سائنسی علوم کے ذریعے اس کی وضاحت کی جا سکتی ہے۔ سائنسی تفسیر کرتے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ ایک محدود عمل ہے اور اس میں غلط فہمی یا تحریف کا امکان موجود ہے۔

### سائنسی تفسیر کے حامی و مخالف آرا

سائنسی تفسیر سے مراد وہ قرآنِ کریم کی آیات کی تشریح ہے جو سائنسی حقائق اور نظریات کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ اس نقطۂ نظر کے حامیوں کا ماننا ہے کہ قرآن کریم میں بہت سی باتیں سائنسی اصولوں اور حقائق سے مطابقت رکھتی ہیں اور اس طرح سائنسی تفسیر

قرآن کو سمجھنے اور اس کی صداقت کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جبکہ اس نقطۂ نظر کے مخالفین کا کہنا ہے کہ قرآن ایک مذہبی کتاب ہے اور اس کا مقصد انسان کی ہدایت ہے، نہ کہ سائنسی حقائق کی وضاحت کرنا ان کے مطابق سائنسی تفسیر قرآن کو مسخ کرنے اور اس میں غیر ضروری بحثیں پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

**سائنسی تفسیر کے حامیوں کے دلائل**

قرآن میں کئی ایسی آیات ہیں جن میں سائنسی حقائق کی طرف اشارے ملتے ہیں، جیسے کہ تخلیقِ کائنات، انسانی جنین کو نشو و نما اور سمندروں کے بارے میں معلومات۔ ان کے مطابق یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ قرآن ایک الہامی کتاب ہے اور اس میں بیان کردہ باتیں سائنسی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔ سائنسی علم کی ترقی نے قرآن کو سمجھنے میں مدد کی ہے اور اس سے قرآن کی صداقت او راہمیت مزید واضح ہوئی ہے۔

**سائنسی تفسیر کے مخالفین کے دلائل**

مخالفین کا کہنا ہے کہ قرآن ایک مذہبی کتاب ہے اور اس کا بنیادی مقصد انسان کی ہدایت ہے نہ کہ سائنسی حقائق کی وضاحت کرنا۔ سائنسی نظریات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں او اگر قرآن کی تفسیر سائنسی نظریات کی بنیاد پر کی جائے تو اس سے قرآن کی آیات کی تشریح میں غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ سائنسی تفسیر قرآن کی تحریف کا باعث بن سکتی ہے کیونکہ اس میں آیات کو اپنی مرضی کے مطابق سائنسی نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سائنسی تفسیر قرآن میں غیر ضروری بحثیں اور جھگڑے پیدا کر سکتی ہیں۔ جو کہ قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ سائنسی تفسیر ایک ایسا موضوع ہے جس پر علماء اور دانشوروں کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حامیوں کا کہنا ہے کہ اس سے قرآن کو سمجھنے اور اس کی صداقت کو ثابت کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جبکہ مخالفین کہا کہنا ہے کہ اس سے قرآن کی تحریف اور غیر ضروری بحثیں پیدا ہوتی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت احتیاط اور سنجیدگی سے کام لیا جائے۔

**جدید سائنسی تفسیر کی اہمیت واحتیاط**

جدید سائنسی تفسیر کی اہمیت و احتیاط دونوں اہم ہیں۔ جدید سائنسی معلومات کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنا اور ان کی تفسیر کرنا ایک اہم عمل ہے۔ قرآن مجید بنیادی طور پر ہدایت کی کتاب ہے اور اس کا اصل موضوع ایمان اور ماورائے طبیعات حقائق ہیں۔ سائنسی نظریات وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اس لیے انہیں قرآن مجید کی حتمی تعبیر کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہیے۔

**جدید سائنسی تفسیر کی اہمیت**

جدید سائنسی معلومات قرآن مجید میں موجود کئی آیات کی بہتر تفہیم میں مدد کر سکتی ہین۔ خاص طور پر کائنات اور انسانی تخلیق سے متعلق آیات۔ سائنسی حقائق کو قرآن مجید کی روشنی میں سمجھنے سے اللہ کی قدرت اور حکمت پر ایمان مزید پختہ ہوتا ہے۔ جدید سائنسی معلومات کو استعمال کر کے قرآن مجید کے پیغام کو زیادہ مؤثر طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

**احتیاط**

سائنس مستقل ترقی کرتی رہتی ہے اور اس کے نظریات بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی سائنسی نظریے کو حتمی نہیں سمجھنا چاہیے

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اور نہ ہی اُسے قرآن مجید کی حتمی تعبیر کے طور پر پیش کرنا چاہیے۔ قرآن مجید کا بنیادی مقصد انسان کی ہدایت ہے نہ کہ سائنسی معلومات فراہم کرنا۔ جدید سائنسی معلومات کو استعمال کرتے وقت معتبر مفسرین کی آراء کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ سائنسی معلومات کو اس طرح پیش کیا جاتا نا چاہیے کہ عوام میں کسی قسم کا ابہام اور شک پیدا نہ ہو۔ جدید سائنسی معلومات قرآن کی تفہیم میں مدد گار ثابت ہو سکتی ہیں لیکن ان معلومات کو حتمی نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی انہیں قرآن مجید کی حتمی تعبیر کے طور پر پیش کرنا چاہیے۔ قرآن مجید کا اصل مقصد انسان کی ہدایت ہے اور اس کے لیے سائنسی معلومات کو ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

## منتخب تفاسیر میں سائنسی تشریحات کا تجزیہ

### (الف) تفہیم القرآن از سید مودودیؒ

شہابوں کی حقیقت، نظامِ فلکیات، پانی کی گردش۔

### شہابوں کی حقیقت

شیطانوں کو مار بھگانے کا نظام اللہ تعالیٰ نے شہابوں کی شکل میں قائم کر رکھا ہے تا کہ شیاطین آسمانی خبریں حاصل نہ کر سکیں قرآن اس کی وضاحت پیش کرتا ہے:

"وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ ۖ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ "[1]

"ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنادیا ہے۔ ان شیطانوں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رکھی ہے۔"

اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہی تارے شیطانوں پر پھینک مارے جاتے ہیں اور یہ مطلب بھی نہیں کہ شہابِ ثاقب حرف شیطانوں کو مارنے کے لیے ہی گرتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ تاروں سے جو بے حدو حساب شہاب ثاقت نکل کر کائنات میں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں اور جن کی بارش زمین پر بھی ہر وقت ہوتی رہتی ہے وہ اس امر میں مائع ہے کہ زمین کے شیاطین عالمِ بالا میں جا سکیں۔

اگر وہ اوپر جانے کی کوشش کریں بھی تو یہ شہاب انہیں مار بھگاتے ہیں۔ اس چیز کو بیان کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ عرب کے لوگ کاہنوں کے متعلق یہ خیال رکھتے تھے اور یہی خود کاہنوں کا دعویٰ بھی تھا کہ شیاطین ان کے تابع ہیں، یا شیاطین سے ان کا رابطہ ہے اور ان کے ذریعے سے انہیں غیب کی خبریں حاصل ہوتی ہیں اور صحیح طور پر قسمتوں کا حال بتا سکتے ہیں۔

اس لیے قرآن میں متعدد مقامات پر بتایا گیا ہے کہ شیاطین کے عالمِ بالا میں جاتے اور وہاں سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔

رہا یہ سوال کہ ان شہابوں کی حقیقت کیا ہے، تو اس کے بارے میں انسان کی معلومات اس وقت تک کسی قطعی تحقیق سے قاصر ہیں، تاہم جس قدر بھی حقائق اور واقعات جدید ترین دور تک انسان کے علم میں آئے ہیں اور زمین پر گرے ہوئے شہابوں کے معائنے سے جو معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ ان کی بنا پر سائنسدانوں میں سب سے زیادہ مقبول نظریہ یہی ہے کہ یہ شہابیے کسی ستارے کے انفجار کی

---

[1] الملک:5

بدولت نکل کر خلا میں گھومتے رہتے ہیں اور پھر کسی وقت زمین کی کشش کے دائرے میں آکر ادھر کا رُخ کر لیتے ہیں۔

**نظامِ فلکیات**

اجرامِ فلکی کا اپنے اپنے مدار میں تیرنا اور حرکت کرنا اس بات کی علامت ہے کہ خدا کی ہستی موجود ہے اور وہ یکتا ہے قرآن اس پر گواہ ہے:

"لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِىْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِۗ وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ"[1]

"فلک کا لفظ عربی زبان میں سیاروں کے مدار(Orbit) کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس کا مفہوم سمآء(آسمان) کے مفہوم سے مختلف ہے۔"

یہ ارشاد ہے کہ:"سب ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔"

چار حقیقتوں کی نشاندہی کرتا ہے ایک یہ کہ نہ صرف سورج اور چاند بلکہ تمام تارے اور سیارے اور اجرام فلکی متحرک ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان میں سے ہر ایک کا فلک یعنی ہر ایک کی حرکت کا راستہ یا مدار الگ ہے۔

تیسرے یہ کہ افلاک تاروں کو لیے ہوئے حرکت نہیں کر رہے، بلکہ تارے افلاک میں گردش کر دیتے ہیں۔ اور چوتھے یہ کہ افلاک میں کہ تاروں کی حرکت اس طرح ہو رہی ہے کہ جیسے کسی یہاں چیز میں کوئی شے تیر رہی ہو۔

ان آیات کا اصل مقصد علمِ ہیئت کے حقائق بیان کرنا نہیں ہے بلکہ انسان کو سمجھانا مقصود ہے کہ اگر وہ آنکھیں کھول کر دیکھے اور عقل سے کام لے تو زمین سے لے کر آسمان تک جدھر بھی وہ نگاہ ڈالے گا اس کے سامنے خدا کی ہستی اور اس کی یکتائی کے لیے بے حد و حساب دلائل آئیں گے، اور کہیں کوئی ایک دلیل بھی دہریت اور شرک کے ثبوت میں نہ ملے گی۔ ہماری یہ زمین جس نظامِ شمسی میں شامل ہے۔ اس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ اس کا مرکز، سورج، زمین سے تین لاکھ گنا بڑا ہے اور 79 کروڑ تین لاکھ میل ہے۔ بلکہ اگر پلوٹو کے بعد ترین سیارہ مانا جائے تو وہ سورج سے 4 ارب 60 کروڑ میں دور تک پہنچ جاتا ہے۔

اس عظمت کے باوجود یہ نظام شمسی ایک بہت بڑے، کہکشاں کا محض ایک چھوٹا سا حصہ ہے جس کی کہکشاں(Glaxy) میں ہمارا نظام شمسی شامل ہے۔

**پانی کی گردش**

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت پیدا فرمایا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا اندازہ اور مقدار موجود ہے۔ فرمایا:

"وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ ۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ"[2]

"اور آسمان سے ٹھیک ہم نے حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اس کو زمین میں ٹھہرا دیا، ہم اُسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں۔"

اس سے مراد اگرچہ موسمی بھی ہو سکتی ہے لیکن آیت کے الفاظ پر غور کرنے سے ایک دوسرا مطلب بھی سمجھ میں آتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ آغازِ آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت اتنی مقدار میں زمین پر پانی نازل فرما دیا تھا۔ جو قیامت تک اس کُرے کی ضروریات

---

[1] یٰسین:40

[2] المؤمنون:18

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کے لیے اس کے علم میں کافی تھا۔ وہ پانی زمین ہی کے نشیبی حصوں میں ٹھہر گیا جس سے سمندر اور بحیرے وجود میں آئے اور اب زیرِ زمین (Sub Soil Water) پیدا ہو۔ اب یہ اسی پانی کا اُلٹ پھیر ہے جو گرمی، سردی اور ہواؤں کے ذریعے سے ہوتا رہتا ہے۔
اسی کو بارشیں، برف پوش پہاڑ، دریا چشمے اور کنویں زمین کے مختلف حصوں میں پھیلاتے رہتے ہین اور وہی بے شمار چیزوں کی پیدائش اور ترکیب میں شامل ہوتا اور پھر ہوا میں تحلیل ہو کر اصل ذخیرے کی طرف جاتا رہتا ہے۔ شروع سے آج تک پانی کے اس ذخیرے میں نہ ایک قطرے کی کمی ہوئیاور نہ ایک قطرہ اضافہ کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پانی جس کی حقیقت آج ہر مدرسے کے طالب علم کو معلوم ہے کہ وہ ہائیڈرجن اور آکسیجن ملا کر اس قدر پانی بنادیا؟ اور پانی جب بھاپ بن کر ہوا میں اُڑ جاتا ہے تو اس وقت کون ہے جو آکسیجن اور ہائیڈروجن کو الگ الگ ہو جانے سے روکے رکھتا ہے؟ کیا دہریوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟ اور کیا پانی، ہوا اور گرمی اور سردی کے الگ الگ خدا ماننے والے اس کا کوئی جواب رکھتے ہیں۔

**(ب)۔ تفسیر بیان القران از ڈاکٹر اسرار احمد**

**آیاتِ کونیہ کا تقابلی اور دعوتی اسلوب**

اس بے مثال ذات کی ہر چیز مثالی ہے جس کی مثال دی جاسکتی۔ اس کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ انسان کی توجہ مرکوز کرواتا ہے:

"ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ"[1]

"پھر لوٹاؤ نِگاہ کو بار بار (کوئی رخنہ ڈھونڈنے کے لیے) پلٹ آئے گی نگاہ تمہاری طرف ناکام تھک ہار کر۔"

اندازہ کیجیے کہ کس قدر پرزور اسلوب اور کتنا بڑا چیلنج ہے بار بار دیکھو ہر پہلو اور ہر زاویے سے دیکھو! اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تمہیں کوئی خلل، نقص یا رخنہ نظر نہیں آئے گا۔

ظاہر ہے یہ چیلنج پوری انسانیت کے لیے ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ بہر حال آج کوئی سائنسدان اور کئی دانشور اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا۔ گویا اب تک پوری نوعِ انسانی اس نکتے پر متفق ہے کہ یہ کائنات اور اس کی ایک ایک تخلیق مثالی اور کامل ہے۔ دراصل دنیا بھر کے داناؤں اور دانشوروں کی توجہ اس مثالی تخلیق کی طرف دلا کر انہیں پیغام تو یہ دینا مقصود ہے کہ اے عقل کے اندھو! کائنات کی خوبصورتی اور کاملیت کو دیکھ کر اس پر حیرت کا اظہار کرنے کی بجائے اس کے خالق کو پہچانو اور اسکی عظمت کے سامنے اپنا سرِ نیاز خم کرو، لیکن مقامِ حیرت ہے کہ ستاروں اور کہکشاؤں کی دنیا کے اسرار و عجائب کا کھوج لگانے والے، بڑے بڑے سائنسدانوں اور ماہرینِ فلکیات بھی اس معاملے میں اپنی ناک تلے کے پتھر سے ٹھوکریں کھاتے رہے۔ ان لوگوں نے اپنی تحقیقات کے دوران بہت کچھ دریافت بھی کیا اور بہت کچھ دیکھا بھی، لیکن اس ساری چھان بین میں انہیں اگر نظر نہیں آیا تو کائنات کا خالق نظر نہیں آیا۔

**سائنسی ارشادات کا جدید فہم**

**تخلیق انسان–زائیگوٹ**

انسان کی تخلیق ماں، باپ کا نطفہ ملنے کی بدولت ہے، جس کو سائنس زائیگوٹ کا نام دیتی ہے مگر یہ سب کچھ اپنے آپ سے تو نہیں ہوا اس کے پیچھے قدرتِ خداوندی کارفرما ہے:

---

[1] الملک:4

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

"اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ"[1]

"ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے مِلے جُلے نطفے سے۔"

موجودہ دور میں سائنس نے آیت کا مفہوم اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ مرد کی طرف سے (Spermato Zoom) اور ماں کی طرف سے (Ovum) ملتے ہیں تو (Zygot) وجود میں آتا ہے، لیکن ظاہر ہے پندرہ سولہ سال پہلے صحرائے عرب کا ایک بدو تو لفظ "امشاج" کو اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق ہی سمجھتا ہو گا۔ گویا قرآن مجید کے اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ کا مفہوم، ہر زمانے کے، ہر قسم کے انسانوں کے لیے قابلِ فہم رہا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان الفاظ کے معانی و مطالب میں نئی نئی جہتیں بھی دریافت ہوتی رہتی ہیں۔

### اجرام فلکی اور کششِ ثقل

سورج اور چاند کا شمار بھی اجرامِ فلکی میں ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے مطابق یہ یکجا اور اکٹھے ہیں۔

"وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ "[2]

"او سورج اور چاند یکجا کر دیے جائیں گے۔"

اس وقت سورج چاند سمیت تمام اجرامِ فلکی کششِ ثقل کے قانون کے تحت، اپنے اپنے مدارچوں میں ان کی گردش جاری ہے مگر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ قدرت ان کو تھامے ہوئے ہے۔

### (ج)۔ تفسیر کتابِ زندگی از انجینئر سلطان بشیر محمود

### قرآن اور سائنسی تحقیق کا امتزاج

بقول مصنف[3] بہتر ہو گا کہ آج قرآنِ کریم کی لاجواب حکمت کو اس کے دائمی تناظر میں سمجھا جائے، تاکہ ہم ان موتیوں کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو منور کر سکیں۔ جس طرح کہ کہا گیا ہے کہ زمانہ خود کلام اللہ کی تفسیر ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علم الاشیاء کے متعلق سائنسی دریافتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے تاکہ قاری پر قرآن کے احکامات اچھی طرح واضح ہوں۔ میں اس سلسلہ میں اپنے طویل سائنسی کیریئر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ خالقِ کائنات کی ہر بات سچائی کی آخری حد ہے اس لیے کلام اللہ میں علم الاشیاء کے بارے میں جو نکات ہیں وہ سائنس کے لیے آخری معیار ہیں۔

### سائنس کی انتہا۔ قرآن کی ابتداء

دراصل سائنس کی انتہا قرآن کی ابتدا ہے۔ کلام اللہ سچائی ہے اور سچائی کی طرف سفر کے لیے سائنس ذریعہ ہے اُمید کی جا سکتی ہے، جب سائنسدان آخر کار سچائی کی تلاش میں اپنے سفر کی انتہا کو پہنچے گا تو اس وقت اس کی خوشگوار حیرت کی کوئی انتہا نہ ہو گی جو کچھ اُس نے ہزاروں سالوں میں دریافت کیا ہے وہ سب کچھ پہلے ہی کلامِ پاک میں موجود ہے۔

---

[1] الدھر:2

[2] القیامۃ:9

[3] سلطان بشیر محمود، انجینئر، کتابِ زندگی، گُڈورڈ بُکس، دہلی، 2008ء، ص (مقدمہ)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

## انسانی تخلیق

"هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ"[1]

"وہی جو صورت بناتا ہے تمہاری ارحام کے اندر جس طرح کہ وہ چاہتا ہے۔"

رحم ماں کی بچہ دانی میں وہ مقام ہے جہاں ایک خلیہ سے بڑھ کر بچہ شکل وصورت پاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کہ کرم ہی سے ممکن ہے۔ آیتِ مبارکہ 6 خصوصی طور پر انسان کی تخلیق کا ذکر کرتی ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ارحام کے اندر ہماری شکل و صورت بناتا ہے جیسی کہ وہ چاہتا ہے ہم اس وقت سے اس کی نگاہوں کے اندر ہیں۔ جب ابھی ہم باپوں کی پشتوں میں تھے اور پھر اپنی ماؤں کے پیٹ میں پرورش پا رہے تھے۔

ہماری جو کچھ بھی شکل وصورت ہے ہے اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ جدید بائیولوجیکل سائنسز کے مطابق بچے کا پہلا خلیہ (Cell) باپ او رماں سے لیے گئے سپرم اور انڈے کے ملنے سے بنا ہے، ان میں سے ہر ایک46 (Chromosomes) پر مشتمل ہوتا ہے۔ 23 باپ سے اور 23 ماں سے، یہاں یہ بتانا دلچسپی ہے سے خالی نہیں ہوگا کہ سارے قرآن کریم میں مرد (الرجل) اور عورت (امراۃ) کے لیے بھی 23، 23 دفعہ یہ الفاظ آئے ہیں ان کے مرکب سے خلفیہ کے جینز (Genes) بنتے ہیں اور پھر اس کے مطابق اس خلیے سے، دو، چار، آٹھ، سولہ، بتیس علیٰ ھذا القیاس خلیات بنتے جاتے ہیں۔ یوں بچہ رحم کے اندر انتہائی مشکل حالات میں پروان چڑھنا شروع ہوتا ہے۔

سیکولر (Secular) سائنسدان، اس سارے عمل کو اتفاق (Chance) کا نتیجہ بتاتے ہیں جبکہ ایک مسلمان کے نزدیک جیسا کہ آیتِ مبارکہ 6 میں کہا گیا ہے کہ یہ سب اللہ کی طاقت، حکمت سے ہوتا ہے۔ رحم ماں کی بچہ دانی میں وہ مقام ہے جہاں ایک خلیہ سے بڑھ کر بچہ شکل وصورت پاتا ہے۔ یہ لفظ رحم وہی ہے جو رحمٰن ورحیم کا مادہ ہے یعنی یہ مقام رحمت وکرم ہے ورنہ ایک خوردبینی خلیہ کا اتنے مشکل حالات میں پروان چڑھ کر انسان کا بچہ بن جانا ناممکن ہوتا ہے۔[2]

## سریع الحساب

"فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ"[3]

"پس (وہ خوب جان لے کہ) بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیز حساب لینے والا ہے۔"

کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد کسی حد تک ہم سریع الحساب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ بھی ایک سریع الحساب مشین ہے وہ حساب جس کو حل کرنے کے لیے لوگ سالوں لگے رہتے تھے۔ یہ وہی حساب چند سیکنڈروں میں کر دیتی ہے۔ لیکن اگر اُسے کسی چھوٹے سے کائناتی نظام کا حساب کرنا پڑے تو پھر یہ کمپیوٹر بھی بہت سست رو ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کائنات میں ("10) (یعنی 10 کے آگے 77 صفر ے) ایٹم ہیں، جن کے باہمی ملاپ سے بے حساب تخلیقات موجود ہیں، ان سب کا خالق اللہ ہے جو ہر نزدیک و دور کو سُرعت سے کنٹرول کر رہا ہے، اس نظام میں ستاروں کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ روشنی اپنی 300000 (تین لاکھ کلومیٹر) فی سیکنڈ کی رفتار سے

---

[1] آلِ عمران:6

[2] سلطان بشیر محمود، انجینئر، کتابِ زندگی، ص337

[3] آلِ عمران:19

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

پہنچے پہنچتے اربوں سال لے سکتی ہے۔ لہٰذا بجلی کی رفتار سے کمپیوٹر کو اس کا حساب لگانے کے لیے بھی اربوں سال چاہیئں۔

اللہ تعالیٰ ایسا سریع الحساب ہے کہ وہ بلا تھکان ایک ایک لمحہ کا حساب اور کنٹرول رکھتا ہے۔ ایسی سریع الحساب ہستی کے بغیر یہ وسیع و عریض کائنات کب کی بے قابو ہو کر بکھر گئی ہوتی۔ سوچنے کی بات یہ کہ وہ اللہ جو اس آسانی سے یہ حساب رکھ رہا ہے اور جب چاہے شروع دن سے اخر دن تک پیدا ہونے والے سنان کا حساب ایک دم علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دے گا۔ اس سے کوئی خبر چھپ نہیں سکتی ہے۔ نہ وہ بھولتا ہے۔[1]

**نتائج(Findings)**

* قرآن اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں۔
* آیاتِ کونیہ کی سائنسی تشریح ایمان کو تقویت دیتی ہے۔
* تفسیر میں سائنسی زبان کا محتاط استعمال ضروری ہے۔
* جدید سائنسی نظریات، دعوت و دفاعِ اسلام میں مؤثر ہو سکتے ہیں۔

**سفارشات(Recommendations)**

* جامعات میں آیاتِ کونیہ پر کورسز۔
* دینی مدارس میں سائنس فہمی کا تعارف۔
* سائنسی تحقیقی مراکز اور دینی مدارس کا اشتراک۔
* قرآن سائنس پر دعوتی و تدریسی مواد کی تیاری۔

[1] سلطان بشیر محمود، انجینئر، کتابِ زندگی، ص349